حضرت مولانا ابراہیم یوسف زنگونی
مدیر ماہنامہ "الاسلام" برطانیہ

اولاد کی تربیت اور والدین کی ذمہ داریاں

(قرآن اور حدیث کی روشنی میں)

حضرت مولانا ابراھیم یوسف باوا ۱۵ سال سے برطانیہ کے ایمان سوز اور تہذیب و تمدن کے لحاظ سے تاریک ترین ماحول میں شمع حق روشن کئے نورِ ھدایت پھیلا رہے ہیں۔ مولانا کی دلچسپی، سرپرستی اور وہاں کے مسلمانوں کے تعاون سے اس وقت برطانیہ میں دو دارالعلوم اور مسلمان لڑکیوں کے ۲۸ سکول قائم ہو چکے ھیں۔ مولانا کے فاضل برخوردار مولانا محمد اقبال صاحب اسلامی تعلیمات کے فروغ اور اشاعت کے لئے موصوف کی سرپرستی و نگرانی میں ماھنامہ الھلال بھی شائع کر رہے ھیں۔ دوسرے برخوردار مولانا محمد بلال مدظلہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے خلیفہ اور دارالعلوم سہارنپور میں شیخ الحدیث ھیں۔ مولانا موصوف نے الحق کے لئے خصوصیت سے جو مضمون ارسال فرمایا ہے یہ برطانیہ جیسے ملک میں مسلمانوں کے مستقبل کے اعتبار سے فکر انگیز اور روشن مستقبل کی دعوت ہے جب کہ پاکستان اور دیگر مسلم ممالک میں بھی اھل اسلام اپنی اولاد کے دینی مستقبل کی فکر کی انگیخت کا اس میں کافی مواد پائیں گے۔ (ع ق ح)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جیسے جانوروں کا صحیح سالم بچہ پیدا ہوتا ہے تو کیا تم ان میں کان پھٹے دیکھتے ہو؟ (بخاری)

ف۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ہر بچہ چاہے مسلمان کے گھر پیدا ہو یا کسی غیر مسلم کے ہاں، وہ فطرت

اسلام اور توحید پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کا قلب آئینہ کی طرح نہایت صاف و شفاف ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے اعتراف کرنے کی پوری صلاحیت ہوتی ہے۔ لیکن اس کے ماں باپ کے ایمان سوز ماحول اور غلط تعلیم و تربیت کی وجہ سے اور بے دینی کے زہریلے اثرات سے وہ یہودی، نصرانی اور مجوسی وغیرہ مذہب اختیار کر لیتا ہے۔ اور مثال بھی کتنی عمدہ فرمائی کہ جانوروں کا صحیح سالم بچہ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے مالک کان پھاڑ کر عیب دار بنا دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ جو بھی انسان دنیا میں پیدا ہوتا ہے ان کو ازلی سوال جواب اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ؟) اور قَالُوْا بَلٰی (بولے ہاں ہے) کے ذریعہ دلوں میں ایمان کی بنیاد ایسی قائم ہو گئی کہ ذرا بھی غور و فکر سے کام لیا جائے تو اللہ جل شانہ کی ربوبیت کے اعتراف کے سوا کوئی چارہ نہ رہے گا۔ اسی ازلی سوال جواب کی یاد دہانی کے لئے جب کسی مسلمان کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہنے کی سنت سے ہر مسلمان واقف ہے اور بحمداللہ پورے عالم اسلام میں جاری ہے گو بچہ نہ کلمات کے معنی سمجھتا ہے اور نہ اس کو بڑا ہونے کے بعد یاد رہتا ہے۔

اگر کوئی شخص یوں کہے کہ ہم کھرے کھوٹے کو جانتے نہیں تھے۔ ہم نے بڑوں کی بات مان کر اسی طرح عمل کیا۔ اس لئے بڑوں کو اس جرم کی سزا ملنی چاہئے۔ اور ہمیں نہیں۔ تو میرے بھائیو اور دوستو! بڑوں کو اپنی غفلت اور ماتحت کے لوگوں کو دین سے دور کرنے کی سزا ضرور ملے گی۔ جس کی تفصیل دوسری حدیث کے ذیل میں آئے گی لیکن آیت شریفہ اَوْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ (الآیۃ) کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ دوسروں (بڑوں) کے فعل کی سزا تمہیں نہیں دی گئی بلکہ خود تمہاری غفلت کی سزا ہے۔ کیونکہ تم نے اس ازلی اقرار کے ذریعہ میری ربوبیت کا اقرار کیا تھا جس کے نتیجہ میں تم پر لازم تھا کہ میرے احکام کے مطابق زندگی گذارتے۔

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ بچوں میں دینی غفلت اور اسلام سے دوری کا سبب ماں باپ ہو سکتے ہیں اگر ماں باپ کا اپنا ماحول یہودیت، نصرانیت اور مجوسیت وغیرہ پر ہے تو لامحالہ اس کا اثر بچے پر پڑتا ہے اور اسی ماحول میں پروان چڑھنے کی وجہ سے دین اسلام سے نکل جاتے ہیں۔ اگر ماں باپ اور سرپرستوں کا ماحول دینی ہے لیکن بچوں کی تعلیم و تربیت غلط ہو رہی ہے (جیسا کہ مغربی ممالک میں ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے بچے فرنگی کے لعنتی اور جانور سے بدتر بنانے والے اسکولوں میں جا کر وہی بداخلاقی، بے دینی اور دین سے دوری اختیار کرتے ہیں۔ جیسے غیر مسلموں کا حال ہوا) تو بھی اس کا انجام وہی ہوتا ہے جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کے کان پھاڑنے کی عمدہ مثال سے سمجھایا کہ ہم اپنے بچوں کو غلط راستے میں ڈال کر ان کو یہودی، نصرانی اور مجوسی وغیرہ بنا رہے ہیں اور پھر ماں باپ بھی اللہ کے عذاب کے مستحق ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :۔

تم سب نگہبان ہو اور سب سے سوال کیا جائے گا (بروز قیامت) اپنے ماتحتوں کے بارے میں (بخاری)

ف :۔ اہل و عیال، نوکر چاکر، حاکم ہو تو اس کی رعیت اور ماتحت کے تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی ایک امانت ہے اُن پر شریعت مطہرہ کی مقدس تعلیمات کے مطابق سرپرستی کرتے ہوئے رکھنا چاہئے۔ اور اس امانت کے بارے میں بروز قیامت سوال ہو گا کہ تم نے اُن کے دین کی کتنی فکر کی۔ اگر خدانخواستہ سرپرستوں کی کوتاہی، لاپرواہی اور غفلت کی وجہ سے دین سے دوری ہوئی تو خود وہ اولاد اور ماتحت کے لوگ بروز قیامت اللہ تعالیٰ کے دربار میں فریاد کریں گے جس کا نقشہ قرآن کریم میں یوں کھینچا گیا ہے کہ :۔

"اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا، سو انہوں نے ہم کو (سیدھے) راستہ سے گمراہ کیا ہے۔ اے ہمارے رب! ان کو دوہری سزا دیجئے اور اُن پر بڑی لعنت کیجئے" (بیان القرآن ص ۵۱۴)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے :۔

"سورۃ والعصر نے مسلمانوں کو ایک بڑی ہدایت دی کہ ان کا اپنا عمل قرآن و سنت کے تابع کر لینا جتنا اہم و ضروری ہے۔ اتنا ہی اہم یہ ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو بھی ایمان و عمل صالح کی طرف بلانے کی مقدور بھر کوشش کرے۔ ورنہ صرف اپنا عمل نجات کے لئے کافی نہ ہو گا۔ خصوصاً اپنے اہل و عیال اور احباب و متعلقین کے اعمالِ سیئہ سے غفلت برتنا اپنی نجات کا راستہ بند کرنا ہے۔ اگرچہ خود وہ کیسے ہی اعمالِ صالحہ کا پابند ہو۔ اسی لئے قرآن و حدیث میں ہر مسلمان پر اپنی اپنی مقدرت کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کیا گیا ہے۔ اس معاملہ میں عام مسلمان بلکہ بہت سے خواص تک غفلت میں مبتلا ہیں۔ اپنے عمل کو کافی سمجھ بیٹھے ہیں۔ اولاد و عیال کچھ بھی کرتے رہیں۔ اس کی فکر نہیں کرتے"

(معارف القرآن ج ۸)

ایک جگہ قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے :۔

"اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیے"

اور ارشاد ہوا کہ :۔

"اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے" "ہر ایک نفس جو عمل کرتا ہے اس کی ذمہ داری اُسی پر ہے" (معارف القرآن ج ا ص ۳۴۴)

خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :۔

"اے بنی ہاشم! ایسا نہ ہو کہ قیامت کے روز اور لوگ تو اپنے اپنے اعمال صالحہ لے کر آئیں اور تم اعمالِ صالحہ سے غفلت برتو اور صرف میرے نسب کا بھروسہ لے کر آؤ اور میں اس روز تم سے یہ کہوں کہ میں تمہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا" (سورہ البقرہ)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ :۔

"جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے ڈالا اس کا نسب آگے نہیں بڑھا سکتا"

جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ پر اپنا فضل و کرم فرمانا چاہتے ہیں اور اس کی قسمت میں ایمان حاصل کرنا ہوتا ہے تو کوئی شخص یہودی، نصرانی اور مجوسی وغیرہ کے ہاں پیدا ہونے اور ان کے بے دینی کے ماحول میں پروان چڑھنے کے باوجود مسلمان ہوتا ہے اور بعض تو ماشاء اللہ نہایت پکے اور سچے مسلمان بن کر دین کے داعی سپاہی اور مبلغ بن کر زندگی گذارتے ہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زندگی کے واقعات کتابوں میں بھرے پڑے ہیں۔ اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے۔ تاکہ ہمیں دین و اسلام اور ایمان و یقین کی پختگی نصیب ہو۔

اس میں دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ بلا کسی محنت مشقت اور مجاہدہ کے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے کسی کو دین کی دولتِ عظمیٰ سے نواز دیتے ہیں۔ وہ ہمارے خالق و مالک ہیں۔ ان کا ہم پر پورا حق ہے وہ جس طرح چاہیں کریں۔ اُسی کا کرم ہے۔ کہ حضرت وحیہ رضی اللہ عنہ جیسے صحابی کو ایمان کی دولت سے نوازا جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے ۱۰ بچیوں کو زندہ درگور کیا تھا۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ آپ ننگی تلوار لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے نکلے تھے لیکن ایمان سے نوازے گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیکھئے کہ جن کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ لیکن اللہ نے ان کو بھی ایمان کی دولت عطا فرمائی، اور سیف اللہ بنے۔

اگر دیکھا جائے تو یہ سب حضرات حق کی تلاش میں تھے اور جب کوئی حق کی تلاش میں سرگرداں ہوتا ہے تو اللہ در قالوا بلیٰ،، کی چنگاری اس کے قلب میں بھڑکا دیتے ہیں۔ اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو کر دوزخ سے نجات اور جنت کا مستحق بن جاتا ہے۔ آج کے نازک دور میں بھی CAT STEVEN جیسا مشہور و معروف گویا جب حق کی تلاش میں جستجو کرتا ہے تو اللہ پاک اسے ایمان سے نواز کر "یوسف اسلام" بنا دیتے ہیں۔ اور (CAUCICUS CLAY) محمد علی بن جاتا ہے اسی طرح کئی متشدد کافر و مشرک دولتِ اسلام سے نوازے جاتے ہیں ابھی ابھی ہمارے ہاں ایک پادری مسلمان ہوا اور دین سیکھنے کی بڑی کوشش کر رہا ہے اور داڑھی رکھنی بھی شروع کر دی اور جو بدنصیب دین پر محنت نہیں کرتا اور پرواہ نہیں کرتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب وحی بھی دین سے

نکال کر اس طرح پھینک دیا جاتا ہے جس طرح آٹے سے بال نکالا جاتا ہے۔ اور باوجود ساری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پُشت پناہی کرنے کے آپ کے چچا ابو طالب کو ایمان میسر نہیں ہوتا کیونکہ وہ اپنے باپ دادا کے دین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے دین کے لئے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قاعدہ قانون ضابطہ اور سنت ہے۔ کہ جو شخص دین کی راہ میں اخلاص سے کوشش کرے گا اللہ پاک اسے دین کی دولت سے نوازیں گے اور دین کی صحیح سمجھ اور فہم عطا فرمائیں گے جس کے سامنے دنیا کی ساری نعمتیں ہیچ اور بے وقعت ہیں۔ لہٰذا مسلمان اس دھوکہ میں نہ رہے کہ ہم پیدائشی مسلمان ہیں تو مرتے وقت تک ہم ایمان کے ساتھ ہی رہیں گے واضح رہے کہ "اہل جنت" وہ ہیں جو جنت میں جانے کے لائق والے کاموں میں لگے رہیں یہاں تک کہ ان کا خاتمہ بھی کسی ایسے ہی کام پر ہو جو اہل جنت کا کام ہے۔ اور دوزخی وہ ہے جو دوزخ میں جلنے کے کام میں لگا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا خاتمہ بھی کسی ایسے ہی کام پر ہو جو اہل دوزخ کا کام ہے۔

اسلام کسی کی آبائی جائیداد نہیں ہے۔ یہ تو اسی کا ہے جو اس پر اخلاص سے چلے۔ کسی سے بھی ملک یا قوم یا خاندان کی بنا پر اسے کوئی تعلق یا نفرت نہیں۔ اسے تو بس ان لوگوں کی ضرورت ہے جو اس راہ پر چلنے والے ہوں خواہ ان کا کوئی ملک، قوم، خاندان یا رنگ ہو۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو لہب ہو کر بھی دین کی راہ نہیں چلے گا تو وہ اہل دوزخ سے ہوگا۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ جیسے حبشی اور غلام بھی دین کی صحیح راہ اختیار کریں گے تو اہل جنت سے ہوں گے۔

مروی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ کا جنازہ جب کہ قبر میں اتارا تو حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے جوشِ غم میں قبر سے خطاب کر کے کہا۔ اے قبر! تجھے خبر بھی ہے کہ ہم کس کا جنازہ لے کر آئے ہیں؟ یہ بیٹی ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ یہ خاتون ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی۔ یہ والدہ ہیں حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی۔ یہ فاطمۃ الزہرا جنت کی بیویوں کی سردار ہیں۔

قبر سے آواز آئی کہ اے ابو ذر رض! قبر حسب نسب بیان کرنے کی جگہ نہیں ہے۔ یہاں تو عمل صالح کا ذکر کرو۔ یہاں تو وہی آرام پائے گا جس کے عمل صالح ہوں گے جس کا دل سلامت ہوگا (اکرام المواعظ از زیارت القبور صلا)

سو میرے بھائیو اور عزیزو! اسلام دین ایمان و یقین اُسی کو نصیب ہوتا ہے جو اخلاص کے ساتھ اسے حاصل کرنے کی سعی کرے چاہے وہ کافر و مشرک ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (پ ۲۳ ع ۱۷)	سو جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام (کے قبول کرنے) کے لئے کھول دیا اور وہ اپنے پروردگار کے (عطا کئے ہوئے) نور پر ہے (بیان القرآن صہ ۵۵۴)

اور اگر کوئی بدنصیب اس کے لئے کوشش نہ کرے وہ مسلمان تو کیا نبی و رسول کے گھر میں بھی پیدا ہو کر اسلام سے نکل جاتا ہے جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کا حال ہوا۔

نوٹ۔ اس سلسلہ میں مزید تفصیلات کے لئے معارف القرآن ج ۴ ص ۱۱۳۔ فضائل جلد (۱) باب اول اور ماہنامہ الاسلام برطانیہ کا خاص اولاد و نسل نمبر دیکھیں، انشاء اللہ فائدہ ہو گا۔

آیت شریفہ: یقیناً ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور دوزخ کے عذاب سے بچے۔ یقین رکھئے کہ اللہ پاک بھی یہی چاہتے ہیں کہ میرے بندے میری پکڑ اور دوزخ کے بھیانک عذاب سے محفوظ رہیں خصوصاً اللہ کے وہ بندے جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرنے والے ہوں۔ اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ	اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔
(پ ۲۸ ع ۱۹)	(بیان القرآن ص ۲۷۷)

اس آیت شریفہ کے متعلق علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:-

"بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص ہو گا جس کے اہل و عیال دین سے جاہل و غافل ہوں" (معارف القرآن ج ۸ ص ۵۰۳)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:-

" اس آیت میں عام مسلمانوں کو حکم ہے کہ جہنم کی آگ سے آپ کو بھی بچائیں اور اپنے اہل و عیال کو بھی پھر جہنم کی ہولناک شدت کا ذکر فرمایا۔ اور آخر میں یہ بھی فرمایا کہ جو اس جہنم کا مستحق ہو گا وہ کسی زور، طاقت جتھہ یا خوشامد یا رشوت کے ذریعہ ان فرشتوں کی گرفت سے نہیں بچ سکے گا جو جہنم پر مسلّط ہیں جن کا نام زبانیہ ہے۔

لفظ اہلیکم میں اہل و عیال سب داخل ہیں (بیوی، اولاد، غلام، باندیاں سب داخل ہیں) اور بعید نہیں کہ ہمہ وقتی نوکر چاکر بھی غلام باندیوں کے حکم میں ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کی فکر سمجھ میں آگئی۔ مگر اہل و عیال کو ہم کس طرح جہنم سے بچائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو جن کاموں سے منع فرمایا ہے ان کاموں سے ان سب کو منع کرو۔ اور جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے تم ان کے کرنے کا اہل و عیال کو بھی حکم کرو۔ تو یہ عمل جہنم کی آگ سے بچا سکے گا۔ (روح المعانی)

حضرات فقہانے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال و حرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کی کوشش کرے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمت نازل کرے جو کہتا ہے کہ اے میری بیوی بچو! تمہاری نماز، تمہارا روزہ، تمہاری زکوٰۃ، تمہارا مسکین، تمہارے پڑوسی۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کے ساتھ جنت میں جگہ فرمائیں گے۔ (مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں کا خیال رکھو کہ اس میں غفلت نہ ہونے پائے) (معارف القرآن ص ۵۰۲۔ ج ۸)

اولاد کی تعلیم و تربیت کے بارے میں مورخ اسلام علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں۔

ظاہری اور جسمانی نشوونما کے بعد اولاد کی باطنی و روحانی تربیت کا درجہ ہے۔ قرآن پاک کی اس مختصر آیت شریفہ میں جو صرف چار لفظوں سے مرکب ہے اس حق کو ایسے جامع طریقہ سے ادا کر دیا ہے کہ اس کی تفصیل و تشریح میں دفتر کے دفتر لکھے جا سکتے ہیں۔

فرمایا کہ .... اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچانا خاندان کے بزرگ کا فرض ہے۔ یہ آگ جہنم کی آگ ہے مگر اس سے مقصود ان تمام برائیوں، خرابیوں اور ہلاکتوں سے اُن کی حفاظت ہے جو بالآخر انسان کو دوزخ کی آگ کا مستحق بنا دیتی ہے۔ اسی طرح گھر کے سردار پر اولاد کا اخلاقی تربیت، دینی تعلیم اور نگہداشت کا فرض عائد ہوتا ہے۔" (سیرت النبی ج ۶ ص۱۲۶)

سماج کی اصلاح اور ہماری ذمہ داریاں

ہمارا سماج جس تیزی سے زوال کی طرف بڑھتا جا رہا ہے اس کے بنیادی اسباب پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اس زوال کا اصل سبب مذہب سے بیزاری اور غیر مذہبی رجحانات کا فروغ ہے جس کے نتیجہ میں قتل و غارت گری، لاقانونیت (وغیرہ سب کچھ برائی) کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

سماج کو زوال سے بچانے کی ذمہ داری جس طرح معاشرہ کے ہر شخص پر لاگو ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ گھر کے ذمہ دار اور خود والدین پر بھی ہوتی ہے۔ اگر اولاد کی تعلیم و تربیت پر پوری پوری توجہ دی جائے (جیسا کہ قرآن و حدیث میں فرمایا گیا ہے) اور اولاد کی تربیت اچھی سوسائٹی اور بہتر ماحول میں ہو۔ تو یہی نوجوان نسل اچھے شہری کی حیثیت سے سماج سدھار کے لئے بنیادی کردار پیش کر سکتی ہے۔

قرآن کریم نے یایھا الذین امنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا۔ "اے ایمان والو! تم خود کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔" فرما کر اس شرعی اور اخلاقی ذمہ داری اور بنیادی فریضہ کا احساس دلایا یعنی جس طریقہ سے تم تعلیمات اسلامی پر مکمل طور پر کاربند رہنے اور اپنی زندگی کو اسلامی اصول کے مطابق ڈھالنے کے ذمہ دار ہو اسی طریقہ پر تم پر اپنے متعلقین اور زیر کفالت افراد کی اصلاح کی پوری پوری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ذمہ داری کی تاکید فرمائی کہ

"تمہارے میں کے ہر شخص کی مثال چرواہے (نگہبان) کی ہے اور ہر شخص سے بروز قیامت اس کے ماتحت افراد کے (دین کے) بارے میں سوال کیا جائے گا"۔ اس حدیث پاک کی یہ تفصیل بھی بیان فرمائی گئی ہے کہ بادشاہ وقت سے اس کی رعیت کے بارے میں اور گھر کے ذمہ دار سے اس کے اہل وعیال اور زیر کفالت افراد کے بارے میں روز قیامت سخت باز پرس ہوگی کہ گھر کے سرپرست کی حیثیت سے اس نے کس حد تک اپنی ذمہ داری کو پورا کیا اور کہاں تک زیر پرورش افراد کو صحیح تعلیم و تربیت دینے میں کامیاب رہا۔

اس طرح قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے۔

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ ۔ یعنی اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنے قریبی لوگوں کو ڈرائیے۔ یعنی سب سے پہلے جن لوگوں کی اصلاح کی ذمہ داری ہے وہ قریبی افراد ہیں (جہیز صد ۱)

اولاد کی تربیت و تعلیم کا طریقہ جب بچہ باشعور ہونے لگے تو اول اسے خدائے پاک کا نام اور کلمہ طیب سکھانے کی کوشش کرے جب سمجھدار ہو تو اولاً مکتب یا گھر میں دینیات کی تعلیم شروع کی جائے۔ اس کے سامنے کوئی نازیبا حرکت ہرگز نہ کرے۔ اور کوئی غلط بات اس سے صادر ہو تو اسے ہمیشہ روکنے کی کوشش کرے۔ حلال روزی کا پورا اہتمام کرے۔ والدین اس کی صلاح و فلاح کی دعائیں کریں۔ اس کی تربیت و تعلیم کا پورا لحاظ کیا جائے۔ غفلت ہرگز نہ برتی جائے۔ ماں کی گود تو بچہ کا سب سے پہلا مدرسہ ہے۔ اہل وعیال کی تربیت اور دینی کتب کی تعلیم پابندی سے کرے۔ مختلف احوال واوقات کی دعائیں سکھائیں۔ تو انشاء اللہ گھر میں ایک قسم کا مدرسہ اور خانقاہ بن جائے گا اور گھر والے صحیح رخ پہ پڑ جائیں گے۔ (تحفۃ النکاح صد ۶۲)

اللہ تعالی کی عنایت کردہ اولاد اور بیوی اور مال وغیرہ اللہ تعالی کی ایک زبردست امانت ہے بلکہ آزمائش ہے۔ دیکھیے اللہ تعالی اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ (پ ۹ ع ۱۶)	اور تم (اس بات کو) جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے اور (اس بات کو بھی جان رکھو کہ) اللہ تعالی کے پاس بڑا بھاری اجر (موجود) ہے (بیان القرآن ۳۳ ۶۹)

ایک جگہ ارشاد ربانی ہے۔

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ط وَاللهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ پ ۱۹ (۱۰۴)	تمہاری اموال اور اولاد بس تمہارے لئے ایک آزمائش کی چیز ہے اور (جو شخص اس میں پڑ کر

کو یاد رکھے گا تو) اللہ کے پاس (اس کے لئے) بڑا اجر ہے (بیان القرآن صہ ۲۱)

انبیائے کرام کی اولاد | حکیم الامت حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ (مواعظ صہ ۲۸۷ ج ۱) نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کی اولاد بھی وہی مقبول ہے جوان کے قدم بقدم ہو اور ان کے طریقہ پر چلتی ہو اور جو اولاد ان کے طریقہ پر نہ ہو وہ تو ایسی ہے۔ جیسے غلط لکھا ہوا قرآن۔ اس کا نہ ایسا ادب ضروری ہے اور نہ اس کی بے ادبی کرنا جائز ہے۔ ادب تو اس لئے نہیں کہ وہ صحیح قرآن نہیں اور بے ادبی اس لئے نہیں کی جائے گی کہ کچھ تو قرآن کی آیتیں بھی اس میں ملی ہوئی ہیں۔ تو انبیاء علیہم السلام کی زیادہ نظر اس پر ہے کہ دین کا نفع ہو اور چاہتے ہیں۔ کہ اولاد ہو تو ایسی ہو جو ہمارے طریقہ پر چلے۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے یہی دعا فرمائی تھی۔[1]

اس سے ہم کو یہ سبق سکھایا کہ اپنی اولاد کے لئے دنیا سے زیادہ دین کا انتظام کرنا چاہئے اور یہ دیکھنا چاہئے کہ ہم کہاں تک اپنی اولاد کے حق میں ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر چلتے ہیں اور کس قدر ان کے دین کا انتظام کرتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ لوگ اپنی اولاد کا حق ادا نہیں کرتے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ زیادہ توجہ نری دنیا پر ہے۔

فرمایا۔ ہم میں اس وقت ایک بڑا مرض ہے یعنی دین کا خیال کم کرنا۔ اور یہ وہ مرض ہے کہ اس کی بدولت آج ہم مسلمان کہلانے کے قابل نہ رہے۔ اور اس کی بدولت اکثر حصہ دین کا ہم سے نکل گیا۔

معلوم ہوا کہ کسی کی ہدایت اور گمراہی کی ذمہ داری انبیاء و رسل پر نہیں رکھی گئی۔ بلکہ نبیوں یا رسولوں کا مشن یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور پیغامات کو انسان تک پہنچا دے۔ اس آیت شریفہ میں مسلمانوں اور مومنوں کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ تم میرے ہو کر یعنی مجھ پر ایمان لانے کے بعد ہرگز ایسی غفلت اور نافرمانی نہ کرو کہ تم جہنم کا ایندھن بن جاؤ۔ میں نے تمہیں جنت کے لئے پیدا کیا ہے لہٰذا تمہارا کام یہ ہے کہ اہل جنت والے کاموں میں زندگی گذارو اور اسی طرح اس دنیا سے رخصت ہو جاؤ۔ تاکہ موت اور موت کے بعد کی زندگی میں عیش و آرام کی زندگی نصیب ہو۔

دوزخ کا ایندھن | اس آیت شریفہ میں بتایا گیا ہے کہ دوزخ کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ یعنی جہنم کی آگ کے جلنے کی چیزیں انسان اور پتھر ہوں گے۔ بندہ کا مشورہ ہے کہ اس سلسلہ میں ہمارا رسالہ ماہنامہ الاسلام برطانیہ کا خاص اولاد و نسل نمبر اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حکایات صحابہؓ ہیں۔ اللہ سے ڈرنے کے واقعات ضرور پڑھیں۔ ہم یہاں دو چار واقعات عبرت کی خاطر نقل کرتے ہیں۔ تاکہ ہمیں بھی خوف خدا نصیب ہو۔ اور ہم بھی دوزخ کے ایندھن سے بچنے کی کوشش کریں۔

ایک پتھر کا رونا | ایک بزرگ نے ایک پتھر کو دیکھا کہ رو رہا ہے۔ بہت رحم آیا اور بذریعہ کشف معلوم کیا کہ کیوں

---

[1] ربنا وابعث فیہم رسولاً (الآیۃ)

رو رہا ہے۔ اس نے کہا کہ جب سے یہ آیت شریفہ وَقُودُهَا النَّاسُ وَالحِجَارَةُ ۔ یعنی دوزخ کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اُتری ہے جب سے برابر رو رہا ہوں۔ اُس بزرگ نے اللہ سے دعا کی کہ اس پتھر کو دوزخ سے بچایا جائے۔ جو قبول کر لی گئی۔ (مواعظ حکیم الامت ج ا صد ۳۵)

ایک بزرگ کا رات بھر رونا ایک بزرگ رات بھر روتے اور پریشان رہتے تھے۔ جب بیوی تقاضا کرتی تو آرام کرتے لیکن تھوڑی دیر بعد پھر چونک کر اٹھ بیٹھتے اور فرماتے کہ کیا کروں کہ یہ آیت شریفہ سونے نہیں دیتی (ایضاً ج ص ۲۰۶)

اسی طرح حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ رات بھر روتے تھے۔

ایک بچے کا رونا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالحِجَارَةُ ۔ ذرا بچتے رہیو دوزخ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ (بیان القرآن صا)

ف۔ ایک بزرگ نے ایک لڑکے کو دیکھا جو رو رہا تھا۔ دریافت کیا کہ بیٹا کیوں روتے ہو؟ لڑکے نے کہا کہ آج میں قرآن پاک کی اس آیت شریفہ کا سبق پڑھ کر آیا ہوں اور کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریفہ میں بتایا ہے کہ جہنم کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ اور میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میری ماں جب چولھے میں جلانے کے لئے بڑی بڑی لکڑیاں رکھتی ہے اور انہیں آگ لگاتی ہے تو ان بڑی لکڑیوں کو اگر آگ نہ لگے تو وہ نیچے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں رکھ دیتی ہے تاکہ انہیں آگ لگ کر بڑی لکڑیوں کو آگ لگ جائے۔ میں ڈر رہا ہوں کہ اگر جہنم میں بڑے بڑے نافرمان ڈالے جائیں گے اور اگر انہیں آگ نہ لگی تو خدا کہیں مجھ جیسے چھوٹوں کو بھی (آگ جلانے کے لئے) اندر نہ ڈال دے۔

ہائے افسوس! اس بچے کو تو اتنا خوف لیکن ہم نے بڑی بڑی عمر ہو جانے کے باوجود خدا کے خوف سے کبھی ایک آنسو بہایا

ایک سبق آموز واقعہ حضرت منصور ابن عمارؒ ایک دن شہر کے کسی کوچے سے گذر رہے تھے۔ کہ ایک مکان سے ایک شخص کے رونے اور اللہ رب العزت کی جناب میں گڑگڑا کر مناجات کرنے کی آواز آئی۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"اے آسمانوں اور زمینوں کے مالک! اے میرے آقا و مولا! ہر چند کہ میں اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا چاہتا ہوں مگر شیطان و نفس جیسے ہر وقت گھیرے رہتے ہیں اور لذات دنیا کی طرف بلاتے ہیں اور عذاب دوزخ اور آفات قیامت کو دل سے جھٹلاتے ہیں۔ ایسی حالت میں اے اللہ! سوائے تیرے فضل و کرم کے اور کون میرا حامی اور مددگار ہو سکتا ہے"

اس شخص کی یہ مناجات سن کر حضرت منصور نے باہر سے یہ آیت پڑھی۔

قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

(اے ایمان والو) اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ (باقی صد ۶۳ پر)